اسلام اور سامانِ تعیّش

از: سیّد جلال الدین عمری صاحب

(۴)

ریشم ملے ہوئے کپڑے کا استعمال

یہ ساری بحث خالص ریشم سے متعلق تھی۔ سوال یہ ہے کہ کسی کپڑے میں ریشم ملا ہو تو کیا اس کا استعمال بھی مردوں کے لیے ناجائز ہے؟ سلف میں بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کا استعمال بھی ممنوع ہے، لیکن جمہور کے نزدیک ریشم ملا ہوا کپڑا ناجائز نہیں ہے[1]

اس مسئلے کو پوری طرح سمجھنے کے لیے حسبِ ذیل روایات پر غور کرنا ہوگا۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں:۔

نهانا عن لبس الحرير والديباج والقسي والاستبرق ومياثر الحمر[2]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم، دیباج، قسی اور استبرق کے پہننے سے اور سواری پر (ریشم کے) سُرخ گدے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔

دیباج، باریک ریشم کو اور 'استبرق' موٹے ریشم کو کہا جاتا ہے۔ البتہ 'قسی' کے بارے میں اختلاف ہے۔ حدیث میں چونکہ ریشم اور اس کی اقسام کا ذکر ہے اس لیے بظاہر یہ بھی ریشم ہی کی ایک قسم ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ 'قس' دراصل 'قز' تھا۔ عربی میں 'ز' کو 'س' سے

نوٹ: جنوری ۱۹۸۰ء میں شائع شدہ قسط (۳) شمار کی جائے۔

[1] فتح الباری ۲۳۸/۱۰۔ [2] بخاری کتاب اللباس باب میثرۃ الحمراء۔ مسلم کتاب اللباس والزینۃ۔

بدل دیا گیا۔ 'قز' معمولی ریشم کو کہا جاتا ہے۔ اس تشریح کی رو سے گویا حدیث میں ریشم اور اس کی مختلف اقسام سے منع کیا گیا ہے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

واما لبس الحریر والدیباج والقسی وھو نوع الحریر فکلہ حرام علی الرجال ...... واما للنساء فیباح لھن لبس الحریر وجمیع انواعہ[1]	ریشم، دیباج اور قسی۔ یہ بھی ریشم ہی کی ایک قسم ہے۔ تو یہ سب مردوں کے لیے حرام ہے، البتہ عورتوں کے لیے ریشم اور اس کی تمام اقسام کا لباس جائز ہے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ 'قس' مصر کی ایک بستی کا نام ہے۔ یہاں ریشم ملا ہوا کپڑا تیار ہوتا تھا۔ اسی کو 'قسی' کہا جاتا تھا۔ اس کی تائید حضرت علیؓ کے ایک بیان سے ہوتی ہے، اس لیے اسے اس کی مستند تعریف کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے 'قسی' کے پہننے اور سواری پر 'میاثر' کے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ قسی کیا ہے؟ تو جواب دیا۔

ثیاب اتتنا من الشام او مصر مضلعۃ فیھا من حریر وفیھا امثال الاترنج[2]	قسی ان کپڑوں کو کہا جاتا تھا جو شام یا مصر سے (مسلم کی روایت میں ہے کہ شام اور مصر سے) آتے تھے ان کے عرض میں ریشم کی ٹیڑھی دھاریاں اترنج کی دھاریوں کی طرح ہوتی تھیں۔

---

[1] نووی شرح مسلم ۱۴/۳۲۔ [2] میاثر کے بارے میں فرماتے ہیں: والمیثرۃ کانت النساء تصنعہ لبعولتھن مثل القطائف یضعونھا۔ یعنی میثرہ اس گدے کو کہا جاتا تھا جسے عورتیں اپنے شوہروں کے واسطے کجاوے پر بچھانے کے لیے تیار کرتی تھیں۔ یہ تشریح بخاری، کتاب اللباس، باب لبس القسی میں تعلیقاً آئی ہے اور مسلم، کتاب اللباس والزینۃ میں سند کے ساتھ مروی ہے۔ جس طرح ریشم کے فرش پر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے گویا اسی طرح یہاں سواری پر ریشم کے نمدے استعمال کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ اگر وہ سرخ رنگ کے ہوں تو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ممانعت شدید ہوگی۔ لیکن اگر یہ نمدے ریشم کے

(باقی صفحہ ۷ پر)

اس سے بظاہر اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ کپڑے میں تھوڑا سا ریشم ہو تو بھی اس کا استعمال ممنوع ہے۔ لیکن بعض دوسرے دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ریشم کا تھوڑا سا استعمال جائز ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ ناپسندیدہ کہا جا سکتا ہے۔

قسی کے بارے میں تیسری رائے یہ ہے کہ کتان کے کپڑے کو جس میں ریشم شامل ہوتا تھا قسی کہا جاتا تھا[1]

یہ دونوں تشریحیں اس لحاظ سے اہم ہیں کہ ان کی رو سے ریشم ملے ہوئے کپڑے کی حرمت ثابت ہوتی ہے لیکن جمہور کے نزدیک کپڑے میں ریشم کی مقدار کتان کی مقدار سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے اور کم ہو تو جائز ہے[2]

خز کا استعمال

اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ حدیث سے "خز" کا جواز ثابت ہے اور بہت سے صحابہ و تابعین نے اسے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ سعد دشتکی کہتے ہیں، میں نے بخارا میں ایک صاحب کو دیکھا وہ سفید خچر پر سوار تھے اور خز کا سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ یہ عمامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے باندھا ہے[3]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱ کا) نہ ہوں تو یہ کہا جائے گا کہ ان سے مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح عجمیوں سے ان کے مسرفانہ رویہ میں مشابہت پیدا ہوتی ہے۔ فتح الباری ۱۰/ ۲۵۹

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] کتان ایک پودے کا نام ہے اس سے بہت ملائم کپڑا تیار ہوتا ہے۔

[2] پوری تفصیل کے لیے دیکھی جائے نووی: شرح مسلم ۱۴/ ۳۴ - [3] ابو داؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الخز۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں خز کے جواز کے سلسلے میں جو روایات آئی ہیں ان میں سب سے اعلیٰ یہی روایت ہے۔ فتح الباری ۱۰/ ۲۴۹ لیکن اس حدیث پر اس پہلو سے جرح کی گئی ہے کہ سعد دشتکی کے حالات معلوم نہیں ہیں۔ صرف یہی ایک روایت ان سے آئی ہے۔ اسی طرح جن صاحب کو انھوں نے صحابی کہا ہے ان کے بارے میں بھی کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ نصب الرایہ: ۴/ ۲۳۱ - بعض لوگوں نے ان کا نام ابو حازم بتایا ہے۔ لیکن ان کی صحابیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ نیل الاوطار ۲/ ۸۲

امام ابوداؤد کہتے ہیں بیس سے زیادہ صحابہؓ نے 'خز' استعمال کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے عمدہ سندوں کے ساتھ صحابہ و تابعین کی ایک بڑی تعداد کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ خز پہنتے تھے۔[1]

بعض لوگوں نے 'خز' کو بھی ریشم ہی کی ایک قسم سمجھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ خز کے بارے میں تین رائیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ 'خز' کا تانا ریشم کا اور بانا کسی اور چیز کا ہوتا تھا۔

۲۔ 'خز' ریشم اور اُون ملا کر بُنا جاتا تھا۔

۳۔ 'خز' اصلاً خرگوش کے اُون سے تیار ہوتا تھا لیکن چونکہ وہ نرم اور ملائم ہوتا تھا اس لئے ریشم ملے ہوئے کپڑے کو بھی 'خز' کہا جانے لگا، کیونکہ وہ بھی اسی کی طرح نرم ہوتا تھا۔[2]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 'خز' خالص ریشم کو بہر حال نہیں کہا جاتا تھا بلکہ مخلوط ریشم ہی کو خز کہا جاتا تھا، علامہ ابن اثیرؒ کہتے ہیں:

'خز' ابتداء میں عام طور پر ان کپڑوں کے لیے بولا جاتا تھا جو اُون اور ریشم سے بُنے جاتے تھے۔ ان کا استعمال مباح ہے، صحابہ و تابعین نے انھیں پہنا ہے۔ بعض حدیثوں میں اس سے منع بھی کیا گیا ہے، تاکہ عجمیوں اور عیش پرست لوگوں سے مشابہت نہ پیدا ہو۔ اگر 'خز' کا مطلب خالص ریشم ہو اور آج کل اسی کو خز کہا جاتا ہے۔ تو یہ حرام ہے۔ اسی سلسلے میں یہ وعید آئی ہے: "یستحلون الخز والحریر" (میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خز اور ریشم کو حلال کرلیں گے)۔[3]

---

[1] فتح الباری ۲۴۹/۱۰ ـ [2] حافظ ابن حجر نے پہلی رائے کو صحیح قرار دیا ہے۔ تیسری رائے کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو خز کے جواز پہننے کا اسی وقت اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے جب کہ یہ ثابت ہو جائے کہ صحابہ نے جو خز استعمال کیا تھا وہ ریشم ملا ہوا تھا۔ فتح الباری ۲۴۹/۱۰۔

[3] بخاری میں یہ روایت اس طرح آئی ہے: لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر

اس تحقیق کی رو سے خز، دور صحابہ و تابعین میں اون ملے ہوئے ریشم کے کپڑے کو کہا جاتا تھا۔ خالص ریشم کے کپڑے کے لیے اس لفظ کا استعمال بعد کا ہے۔ اسی وجہ سے جمہور کے نزدیک ریشم ملا ہوا کپڑا پہنا جا سکتا ہے۔ حرمت صرف خالص ریشم کے کپڑے کی ہے۔

ریشم ملے ہوئے کپڑے کے جواز پر جمہور نے حسب ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

انما نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الثوب المصمت من الحریر فاما العلم من الحریر وسدی الثوب فلا باس بہ۔[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بس اس کپڑے سے منع فرمایا ہے جو خالص ریشم کا ہو۔ باقی رہے ریشم کے نقش ونگار یا ریشم کا تانا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ حدیث صراحت کے ساتھ کہتی ہے کہ خالص ریشم ہی حرام ہے۔ مخلوط ریشم حرام نہیں ہے (ایک خاص حد کے اندر ریشم کے گل بوٹے بھی ہو سکتے ہیں اور کپڑے کا تانا ریشم کا ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(باقی صفحہ ۸ کا حاشیہ) والخمر والمعازف (کتاب الاشربہ، باب ما جاء فی من یستحل الخمر الخ) شارحین حدیث نے صراحت کی ہے کہ اس میں 'خز' نہیں بلکہ 'حر' کا لفظ آیا ہے۔ 'حر' شرمگاہ کو کہا جاتا ہے۔ گویا حدیث میں ان لوگوں کا ذکر نہیں ہے جو خز استعمال کرتے ہیں بلکہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو زنا اور بدکاری میں اس طرح مبتلا ہو جائیں گے جیسے وہ ان کے لیے حلال ہے۔ فتح الباری ۱۰/۴۸۔ حقیقت یہ ہے کہ خز کی ممانعت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

[۱] ابو داؤد، کتاب اللباس، باب الرخصۃ فی العلم وخیط الحریر۔ اس کے ایک راوی خصیف کے بارے میں امام زیلعی فرماتے ہیں: ضعفہ غیر واحد من اھل العلم (ایک سے زیادہ اہل علم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ روایت طبرانی میں بھی ہے اس کی سند حسن ہے ایک اور سلسلہ سند سے بھی یہ روایت طبرانی میں ہے۔ حاکم نے بھی اسی روایت کو تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ فتح الباری ۱۰/۲۴۸

ابن عربی کہتے ہیں اس بات کی دلیل کہ صرف خالص ریشم ہی حرام ہے یہ ہے کہ سوتی (اور اونی) کپڑا تو پہننے کی صریح اجازت ہے۔ اگر اس میں ریشم اس طرح مخلوط ہو کہ اسے ریشمین کپڑا نہ کہا جا سکے تو اسے بھی جائز ہونا چاہیئے [1]

فقہاء کا مسلک

ریشم ملے ہوئے کپڑے کے بارے میں شوافع کے ہاں دو رائیں ملتی ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر کپڑے میں ریشم کا وزن مخلوط چیز سے کم ہو تو جائز اور اور زیادہ ہو تو ناجائز ہے۔ اسی رائے کو ترجیح حاصل ہے دوسری رائے یہ ہے کہ دیکھنے میں ریشم زیادہ لگتا ہو تو ناجائز ہوگا اور کم معلوم ہو تو جائز ہوگا۔ قفال نے اس رائے کو اختیار کیا ہے [2]

ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں ریشم ملے ہوئے کپڑے میں یہ دیکھا جائے گا کہ ریشم غالب ہے یا نہیں۔ اگر ریشم کم ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں۔ ابن عباس اور اہل علم کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ خالص ریشم جس میں کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو وہی حرام ہے۔ اگر ریشم تھوڑی مقدار میں ہو تو جائز ہے اس کے برعکس روئی کی مقدار تھوڑی ہو تو حرام ہے۔ اگر دونوں برابر کی مقدار میں ہوں تو اسکے جواز کی رائے بھی دی گئی ہے اور عدم جواز کی بھی۔ ابن عقیل کہتے ہیں کہ اس کی حرمت قرین قیاس ہے۔ اس لیے کہ آدھی مقدار کو زیادہ ہی کہا جائے گا۔ جبّہ اور گدّے وغیرہ کے اندر ریشم بھرا جائے تو قاضی کے نزدیک وہ حرام نہیں ہے۔ یہی امام شافعی کا مسلک ہے اس کی حرمت کی رائے بھی دی جا سکتی ہے۔ اس لیے کہ احادیث میں ریشم کے استعمال کی جو ممانعت آئی ہے وہ بالکل عام ہے [3]

فقہ حنفی میں کہا گیا ہے کہ کپڑے میں صرف تانا ریشم کا ہو اور بانا کسی اور چیز کا تو اس پر ریشم کے کپڑے کا اطلاق نہیں ہوتا، اس لیے وہ جائز ہوگا۔ کپڑے میں اصل اہمیت بانے کی ہے اور اسی کا اعتبار کیا جائے گا [4]

---

[1] فتح الباری ۱۰/۲۴۹۔ [2] فتح الباری ۱۰/۲۴۸۔ [3] ابن قدامہ: المغنی ۱/۶۲۶۔ ۶۲۸۔ [4] ہدایہ ۴/۴۵۴۔

ریشم اگر تانے کی جگہ بانے میں استعمال کیا جائے اور وہ اتنا زیادہ ہو کہ کپڑا ریشم ہی کا معلوم ہونے لگے تو ناجائز ہوگا ورنہ ناجائز نہ ہوگا۔ کپڑے میں جو ریشم منتشر طور پر پایا جائے اسے جمع کر کے حساب نہیں کیا جائے گا[1]

کپڑے پر ریشم کے نقش ونگار ہوں اور کوئی بھی نقش چار انگشت سے زیادہ نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔ چاہے ان سب کو ملانے سے وہ اس مقدار سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ ہاں اگر کپڑا ریشم ہی کا معلوم ہونے لگے تو ناجائز ہوگا[2]

کپڑے اندر بھرتی کے لیے بھی ریشم کا استعمال جائز ہے[3]

امام شوکانی کی رائے متاخرین میں امام شوکانی۔ نے جمہور کے مسلک سے اختلاف کیا ہے اور اس پر سخت تنقید کی ہے۔ ذیل میں ان کے دلائل کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی ان کا تھوڑا سا تجزیہ بھی کیا جائے گا۔

فرماتے ہیں سعد دمشقی والی روایت میں ایک صحابی نے 'خز' کے عمامہ کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ:

کسانیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ پہنایا۔

اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اس کا پہننا جائز ہے۔ اس لیے کہ یہی الفاظ حضرت علی رضؓ نے بھی ایک موقع پر استعمال کئے ہیں؛

کسانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُلّۃ سیراء۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ریشم ملے ہوئے کپڑے کا جوڑا پہنایا۔

لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ پہنے دیکھا تو ناخوشی کا اظہار فرمایا۔ حضرت علیؓ کی روایت سے ہم آگے چل کر بحث کریں گے۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا

---

[1] ردالمحتار علی الدر ۵/۳۱۳۔ [2] حوالہ سابق ص ۳۰۸ [3] ہدایہ ۴/۴۵۲

ہے کہ کسانی ، کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے خز پہنایا اور یہ بھی کہ خز پہننے کے لیے عطا فرمایا۔ لیکن زیر بحث روایت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو 'خز' کا عمامہ باندھا۔ اسی بنیاد پر انھوں نے اسے جائز سمجھا اور مستقل اسے استعمال فرماتے رہے۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ آپ کا منشا انھوں نے نہیں سمجھا۔ اس کے لیے کوئی مضبوط دلیل ہونی چاہیے۔ اور یہاں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ کی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ایک تو یہ ضعیف ہے۔ دوسرے یہ کہ انھوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص ریشم سے منع فرمایا ہے۔ دوسرے صحابہؓ نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ آپ نے ریشم ملے ہوئے کپڑے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اس لیے اس اضافہ کے ساتھ ہی ریشم کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ آئی ہے۔ ان میں سے بعض کو محدثین نے 'حسن' اور 'صحیح' بھی قرار دیا ہے۔ اس لئے اس کے قابلِ استدلال ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ یہ نہیں فرماتے ہیں کہ ریشم کے استعمال کے بارے میں انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا، یا ان کی کیا معلومات ہیں بلکہ وہ اس سلسلہ میں شریعت کا حکم بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چونکہ صرف خالص ریشم کے استعمال سے منع فرمایا تھا، اس لیے ریشم ملے ہوئے کپڑے کے استعمال میں قباحت نہیں ہے۔

۳۔ صحابہؓ کے عمل کے بارے میں فرماتے ہیں کسی مسئلہ میں بعض بلکہ بہت سے صحابہ کا عمل بھی کوئی حجت نہیں ہے۔ حجت تو ان کا اجماع ہے اور وہ بھی ان لوگوں کے نزدیک جو اسے حجت سمجھتے ہیں۔ اگر بعض صحابہ کا خز استعمال کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے تو

خالص ریشم کا استعمال بھی جائز ہوگا۔ اس لیے کہ ابو داؤد کی روایت کے مطابق بیس صحابہ نے ریشم کا کپڑا پہنا ہے۔

صحابہ شریعت کے سب سے پہلے مخاطب تھے۔ وہ شریعت کا منشا بھی دوسروں سے بہتر طریقے سے سمجھتے تھے اور اس کی اتباع کا جذبہ بھی ان میں سب سے زیادہ تھا۔ اس لیے ان کے عمل یا اسوہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ان کا عمل کسی حکم صریح کے خلاف مل رہا ہو تو بھی اس کی توجیہ و تاویل کی جائے گی لیکن اگر کسی حکم کے ساتھ ان کا عمل بھی ہو تو اس سے اس کی مزید تائید اور توثیق ہو گی۔ یہاں یہی صورت ہے، ایک طرف تو روایت سے خز کا جواز ثابت ہے۔ دوسری طرف صحابہ کے عمل سے اس کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف خالص ریشم کے استعمال سے احادیث میں صراحتاً منع کیا گیا ہے۔ اگر بعض صحابہ نے ریشم استعمال کیا تھا تو اس کی توجیہ کی جانی چاہیے اور فی الواقع کی گئی ہے۔ باقی رہا ان کے اجماع کے بارے میں امام شوکانی نے جو کہا ہے تو اسے ان کے تفردات میں شمار کرنا چاہیے۔ یہاں اس سے بحث نہیں ہے۔

۴۔ فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اس سلسلہ میں اجماع کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اجماع کوئی حجت نہیں ہے۔ اجماع کے بارے میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا اس کا امکان ہے، کیا فی الواقع وہ ہوا بھی ہے؟ اور ہم تک نقل بھی ہوا ہے؟ ان میں سے ہر سوال قابلِ غور ہے۔ پھر یہ کہ علامہ ابن دقیق العید نے اس سے اختلاف کیا ہے اس لیے اجماع کا دعویٰ یوں بھی صحیح نہیں ہے۔

اجماع کے بارے میں امام شوکانی نے جو کہا ہے۔ یہاں ہم اس سے تعرض نہیں کریں گے۔ البتہ علامہ ابن دقیق العید کے متعلق ان کا خیال صحیح نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں، حدیث میں چار انگلیوں کے برابر ریشم کے استعمال کی اجازت ہے، اس پر اگر قیاس کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ پورے کپڑے کے اندر جو ریشم ہو وہ اس مقدار سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے[1]

[1] فتح الباری ۱۰/۲۴۸

اس سے بظاہر ان کو اختلاف نہیں ہے کہ ریشم ملا ہوا کپڑا پہنا جا سکتا ہے البتہ ریشم کتنی مقدار میں ہو اس کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ کپڑے کے چاروں طرف چار انگلیوں کی چوڑائی کے برابر گوٹ میں جتنا ریشم لگتا ہے وہ اس سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔

۵۔ فرماتے ہیں یہ بات بھی کوئی معنی نہیں رکھتی کہ یہ قولِ جمہور ہے۔ حق کو اشخاص سے نہیں دلائل سے پہچانا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جمہور کا قول بھی رد کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی مضبوط دلیل ہو۔ زیرِ بحث مسئلہ میں دلائل ان ہی کے حق میں ہیں۔

۶۔ فرماتے ہیں ان سب بحثوں سے قطع نظر خود اس میں اختلاف ہے کہ خز کس کپڑے کو کہا جاتا ہے؟ اس میں کسی ایک کو اختیار کرنا اور دوسرے کو چھوڑ دینا صحیح نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اختلاف بہت سے مسائل میں ہوتا ہے لیکن دلائل کی بنا پر کسی نہ کسی پہلو کو ترجیح دی جاتی ہے، علماء کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ کم از کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے دور میں خز خالص ریشم کے کپڑے کو نہیں کہا جاتا تھا بلکہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کو کہا جاتا تھا، اختلاف جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ریشم کس چیز کے ساتھ شامل ہوتا تھا اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

امام شوکانی نے اپنے دعوے کی تائید میں دو حدیثیں بھی پیش کی ہیں:

(۱) حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ریشم کا ایک جوڑا (حلّہ سیرا) بازار میں دیکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ اسے خرید لیں اور باہر سے جب وفود آئیں یا جمعہ میں زیبِ تن فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا "اسے تو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے"[1]

(۲) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم کا ایک جوڑا (حلہ سیراء)

---

[1] بخاری، کتاب اللباس، باب الحریر للنساء، مسلم، کتاب اللباس والزینۃ۔

مجھے بھجوایا۔ میں اسے پہن کر نکلا تو آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھے۔ آپؐ نے فرمایا، میں نے یہ اس لیے نہیں بھجوایا تھا کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لیے بھجوایا تھا کہ عورتوں کے لیے اوڑھنیاں بنوا دو۔ چنانچہ میں نے اس کی اوڑھنیاں بنوا دیں[1]

"حُلّہ سیرا"، جس کا ذکر ان حدیثوں میں ہے اس کے بارے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کے کپڑے کا تھا۔ اہلِ لغت کا کہنا ہے کہ سیرا، خالص ریشم کا نہیں ہوتا بلکہ ریشم کی دھاریاں اس میں ہوتی ہیں۔

امام شوکانی فرماتے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کا استعمال صحیح نہیں ہے[2]

محدثین اس تحقیق کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک سیرا، خالص ریشم کا ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں مختلف روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حلیہ سیرا، خالص ریشم کے جوڑے کو بھی کہا گیا ہے اور ریشم ملے ہوئے جوڑے کو بھی۔ روایات سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے جس جوڑے کا ذکر کیا تھا وہ خالص ریشم کا تھا۔ البتہ حضرت علیؓ کو جو جوڑا بھجوایا تھا وہ مخلوط ریشم کا تھا۔ لیکن حضرت علیؓ کے لیے اسے بھی آپؐ نے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ اسی سلسلے کی ایک روایت میں آتا ہے: لا ارضی لک الا ما ارضی لنفسی (میں تمہارے لیے وہی بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں)[3]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ریشم ملے ہوئے کپڑے کو آپ نے حرام نہیں قرار دیا، البتہ حضرت علیؓ کے لیے اسے پسند نہیں فرمایا۔

ریشم کی دوسری مصنوعات کا استعمال عورتوں کے لیے

عورتوں کے لیے ریشم کا استعمال بالاتفاق جائز ہے۔ کیا لباس کے علاوہ ریشم کی

---

[1] بخاری، کتاب اللباس، باب الحریر للنساء۔ مسلم، کتاب اللباس والزینۃ۔ [2] تفصیل کے لیے دیکھیے نیل الاوطار ۲/۷۔ [3] فتح الباری ۱۰/۲۵۳-۲۵۴۔

اور چیزیں بھی وہ استعمال کر سکتی ہیں؟ اس سلسلہ میں ایک رائے یہ ہے کہ عورتوں کے لیے لباس کی طرح ریشم کی دوسری مصنوعات بھی جائز ہیں۔ اس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ جن حدیثوں میں ریشم کے استعمال سے منع کیا گیا ہے ان میں خطاب مردوں سے ہے عورتیں اس میں داخل نہیں ہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ عورتوں کے لیے صرف ریشم کا لباس مباح ہے۔ ریشم کی اور مصنوعات کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں کا ایک ہی حکم ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو سونے چاندی کے زیور پہننے کی اجازت دی، اور دوسرے استعمالات سے جس طرح مردوں کو منع کیا اسی طرح عورتوں کو بھی منع کیا۔ اسی پر ریشم کو قیاس کرنا چاہیے۔ کیونکہ تینوں کا حکم ایک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ریشم کا لباس تو عورتوں کے لیے جائز ہے اور مردوں کے لیے ناجائز ہے لیکن جہاں تک ریشم کے دوسرے استعمالات کا تعلق ہے اس میں دونوں صنفوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کے لیے ایک ہی طرح کے احکام ہیں۔[1]

بچوں کے لیے سونے چاندی اور ریشم کا استعمال سونے، چاندی اور ریشم کا استعمال کیا صرف بڑے آدمیوں ہی کے لیے ممنوع ہے یا نابالغ بچوں کو بھی ان کا استعمال کرانا منع ہے؟

شوافع کے نزدیک لڑکوں کو عید میں ریشم کے کپڑے پہنائے جا سکتے ہیں؟ عید کے علاوہ اور دنوں کے بارے میں تین رائیں ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ بچوں کے لیے ہر زمانہ میں ریشم کا استعمال جائز ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں یہی صحیح رائے ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ بچوں کے لیے بھی اس کا استعمال ناجائز ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ بچوں کے سن تمیز کو پہنچنے کے بعد اس کا استعمال کرانا حرام ہے۔ اس سے پہلے استعمال کرایا جا سکتا ہے۔[2]

امام مالکؒ کے نزدیک لڑکوں کو سونے کی کوئی چیز پہنانا مکروہ ہے۔ فرماتے ہیں مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ اس لیے میں بڑوں اور چھوٹوں دونوں کے لیے اس کے استعمال کو ناپسند کرتا ہوں۔[3]

---

[1] فتح الباری ۱۰/۲۴۶ [2] نووی شرح مسلم ۱۴/۳۳ - [3] موطا کتاب الجامع باب ماجاء فی لبس الثیاب المصبغۃ والذھب۔

فقہ حنبلی میں بچوں کو ریشم استعمال کرانے کے بارے میں دونوں طرح کی رائیں پائی جاتی ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ بچوں کو ریشم کے کپڑے پہنائے جا سکتے ہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ ان کو ریشم کا لباس پہنانا حرام ہے۔ ابن قدامہ حنبلی نے اسی کو صحیح رائے قرار دیا ہے۔ ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ مردوں کے لیے ریشم کو حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ اس میں بچوں اور بڑوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کی حرمت بھی دونوں ہی کے لیے ہے۔ دوسری دلیل صحابہ کا عمل ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ریشم کا لباس لڑکوں کے بدن پر ہوتا تو ہم اسے اُتار دیتے تھے۔ اور لڑکیاں پہنتیں تو تعرض نہ کرتے۔ حضرت حذیفہؓ ایک سفر سے واپس ہوئے تو دیکھا کہ ان کے بچے ریشم کی قمیصیں پہنے ہوئے ہیں انھوں نے لڑکوں کے بدن پر جو قمیصیں تھیں وہ پھاڑ دیں اور لڑکیوں کی قمیصوں کو چھوڑ دیا۔ عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ ہم چار پانچ آدمی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا ایک بچہ ریشم کی قمیص پہن کر آیا تو انھوں نے اس سے پوچھا "یہ قمیص تمھیں کس نے پہنائی ہے؟" اس نے جواب دیا: "امی نے"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے چاک کر دیا[1]

فقہاء احناف نے لکھا ہے کہ کم سن لڑکوں کو بھی سونے چاندی کا زیور اور ریشم کا لباس پہنانا مکروہ ہے[2] اس لیے کہ نصّ (حدیث) نے سونے اور ریشم کو امت کے مردوں پر حرام قرار دیا ہے۔ اس میں بالغ اور نابالغ آزاد اور غلام کے درمیان فرق نہیں کیا ہے البتہ گناہ بچوں پر نہیں ہوگا بلکہ ان پر ہوگا جو اسے یہ چیزیں پہنائیں۔ علّامہ ابن عابدین کہتے ہیں: "بظاہر مرد اور عورت دونوں ہی کے لیے مکروہ ہے کہ بچے کو سونا اور ریشم پہنائیں[3]

بیشتر فقہاء کی یہی رائے ہے اور یہی رائے صحیح ہے کہ نابالغ لڑکے کو بھی سونا، چاندی اور ریشم نہ استعمال کرایا جائے۔ تربیت کے نقطۂ نظر سے بھی یہی مناسب ہے کہ شروع ہی سے بچے کے دل میں شریعت کا احترام پیدا کیا جائے اور جہاں تک ہو سکے اسے اس کا پابند بنایا جائے۔ ●●

---

[1] ابن قدامہ: المغنی ۱/۶۲۹ [2] ہدایہ کتاب الکراہیہ ۴/۴۵۵-۴۵۶ [3] رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۱۸